مسلمانوں کے آپس کے فتنے اور سلف صالحین کا طرزِ عمل

ترجمہ: مولوی محمد نعمان سنجرانی

★ ابونعیم نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد الحاکم نے، ان کو ابن خزیمہ نے، ان کو عمران بن موسیٰ نے، ان کو عبد الوارث نے، ان کو محمد بن جحادہ نے، وہ نعیم بن ابی ہند سے روایت کرتے ہیں، وہ ابوحازم سے اور وہ حسین بن خارجہ اُشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: ''جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا تو مجھے صورت حال کچھ سمجھ میں نہ آتی تھی (کہ متحارب جماعتوں میں سے کس کا ساتھ دوں) میں نے دعا کی کہ یا اللہ مجھے حق کا معاملہ اس طرح دکھادے کہ میں اس پر جم سکوں۔ تبھی میں نے نیند میں دیکھا کہ دنیا اور آخرت کے درمیان ایک دیوار ہے، پھر وہ گر جاتی ہے اور وہاں کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں ہم فرشتے ہیں۔ میں نے پوچھا شہدا کہاں ہیں؟ انھوں نے کہا درجات پر چڑھتے جاؤ۔ میں ایک کے بعد دوسرے درجے پر چڑھتا گیا یہاں تک کہ حضرت ابراہیم اور حضرت محمد صلی اللہ علیہما وسلم کی بارگاہ میں جا پہنچا۔ دیکھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہہ رہے ہیں: میری امت کے لیے دعائے مغفرت فرما دیجیے۔ حضرت ابراہیم کہتے ہیں: تم جانتے نہیں کہ انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکال لیں؟ انھوں نے آپس میں ایک دوسرے کا خون بہایا اور اپنے امام کو (ناحق) قتل کیا۔ انھوں نے ویسا کیوں نہ کیا جیسا کہ میرے خلیل سعد نے کیا؟ حسین بن خارجہ کہتے ہیں: (جب میں جاگا تو) میں نے کہا میں نے (واضح) خواب دیکھ لیا ہے، لہٰذا میں حضرت سعد بن ابی وقاص کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان کو سارا قصہ سنایا۔ وہ [اس پر] بے تحاشا خوش ہوئے اور کہنے لگے: ناکام ہوئے وہ لوگ جن کو ابراہیم علیہ السلام جیسے خلیل نہ ملے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کس پارٹی کے ساتھ ہیں؟ فرمانے لگے: میں کسی کے ساتھ نہیں ہوں۔ میں نے عرض کیا: مجھے کیا حکم فرمائیں گے؟ فرمایا: تمھارے پاس بکریاں ہیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ فرمایا: بکریاں خرید لو اور (جنگل میں) ان کے ساتھ رہو یہاں تک کہ معاملات واضح ہو جائیں۔ (۱)

★ ابومعاویہ روایت کرتے ہیں امام اعمش سے اور وہ زید بن وہب سے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود کو پیغام بھیج کر (کوفہ سے) مدینہ منورہ آنے کا حکم دیا تو (کوفہ کے) لوگ آپ کے پاس اکٹھے ہو کر آئے اور کہنے لگے: آپ یہیں ٹھہرے رہیے اور مت جایئے، اگر دارالخلافت سے آپ کے خلاف کوئی عتاب ہوا تو ہم آپ کا دفاع کریں گے۔ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کو (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو) مجھ پر حقِ اطاعت حاصل ہے۔ (آئندہ زمانوں میں) عنقریب بہت سے (ناپسندیدہ) معاملات اور فتنے ہوں گے میں ان کا افتتاح کرنے والا نہیں بننا چاہتا۔ اس پر لوگ واپس چلے گئے اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مدینہ چلے آئے۔ (۲)

★ عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے روایت ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، میرے والد (حضرت عامر بن ربیعہ رضی اللہ عنہ) نے رات کو نفل نماز پڑھی اور دعا میں کہنے لگے: ''اے اللہ مجھے اس فتنے سے ایسے ہی بچا لیجیے جیسے آپ نے ہمیشہ اپنے نیک بندوں کو بچایا ہے''۔ اس کے بعد وہ گھر سے نہیں نکلے، اور صبح کو ان کا جنازہ ہی باہر آیا۔ (۳)

★ سفیان بن عیینہ نے عمر بن نافع سے، انھوں نے اپنے والد امام نافع سے اور انھوں نے اپنے مولا حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی، فرمایا: حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مجھے پیغام بھیجا کہ: اے ابو عبد الرحمٰن! اہل شام آپ کی بات مانتے ہیں، آپ ان کی طرف جایئے میں آپ کو ان کا امیر بناتا ہوں۔ میں نے عرض کیا: میں آپ کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میری رشتہ داری اور ان کے ساتھ گذرے ہوئے وقت کو ہی یاد فرما کر مجھے معزول رکھیے۔ سیدنا علی نے قبول نہ کیا۔ میں نے حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے سفارش کرائی، حضرت علی پھر بھی نہ مانے۔ میں ایک رات چپکے سے مکہ مکرمہ کی طرف نکل گیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ وہ شام کی طرف گئے ہیں۔ حضرت نے میرے پیچھے (میرا ساتھی بنا کر) لوگوں کو بھیجا۔ وہ لوگ مربد تک پہنچ گئے (مگر جب مجھے نہ پا سکے تو تیز رفتاری کے لیے) اپنے اونٹوں کو عمامے کی لگام ڈالی کہ مجھے کسی طرح پالیں۔ کہتے ہیں کہ تب سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا نے پیغام بھیجا کہ وہ شام نہیں گئے بلکہ مکہ مکرمہ کی طرف ہجرت کر گئے ہیں۔ اس پر سیدنا علی خاموش ہو کر بیٹھ گئے۔ (۴)

★ عبد اللہ بن عبید بن عمیر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: (قتل عثمان کے بعد) اس فتنے میں ہماری مثال اس قوم جیسی ہے جو ایک جانے پہچانے راستے پر گامزن تھی کہ اچانک ان پر ایک گہرا بادل ایسا آیا کہ سب اندھیرا کر دیا۔ پھر کچھ لوگ دائیں گئے اور کچھ بائیں پس سب راستہ کھو بیٹھے، ہم وہیں رکے رہے جہاں ہم پر اندھیرا چھایا تھا، یہاں تک کہ اللہ کے حکم سے وہ بادل چھٹ گیا، تب ہم نے اپنے اسی پہلے راستے کو دیکھا اور اس کو پہچان لیا۔ یہ جو قریش کے نوجوان لڑکے اس حکومت اور اس دنیا کی خاطر آپس میں لڑتے جھگڑتے پھرتے ہیں، مجھے اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ میری ان دو پرانی جوتیوں کے بدلے میں ہی وہ کچھ مجھے مل جائے جس کی خاطر یہ ایک دوسرے کا خون کرنے پر آمادہ ہیں۔ (۵)

★ سلّام بن مسکین سے روایت ہے کہ انھوں نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا: جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت ہوئی تو لوگوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا: آپ لوگوں کے سردار ہیں اور سردار کے صاحبزادے ہیں، آپ باہر نکلیے لوگ آپ کی بیعت کریں گے۔ حضرت نے فرمایا: اگر میرے بس میں ہو تو میں اپنے آپ کی خاطر ایک چلو خون بھی نہیں بہانا چاہتا۔ لوگوں نے کہا: آپ کو باہر نکلنا ہی پڑے گا ورنہ آپ کو آپ کے بستر میں بھی قتل کیا جا سکتا ہے۔ (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی طرح فتنہ پرور لوگ آپ کو گھر میں بھی تو چین نہ لینے دیں گے) حضرت نے اپنی وہی بات دوبارہ دہرا دی۔ حضرت حسن بصری کہتے ہیں کہ لوگوں نے انھیں لالچ بھی دلائے اور

خوف بھی، نگران سے اپنی مرضی کی کوئی بات نہ کروا سکے۔(٦)

★ امام ذہبی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما کے حالات زندگی میں لکھتے ہیں: حضرت معاویہ نے اپنے پیچھے ایک بڑی تعداد ان لوگوں کی چھوڑی جوان سے شدید محبت کرتے تھے اور انھیں باقی صحابہ سے افضل مانتے تھے۔ یا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اپنی شرافت، اپنے تحمّل و برداشت اور اپنے عطایا سے انھیں اپنا بنالیا تھا، یا پھر وہ شام میں حضرت کی محبت (کے ماحول) میں ہی پیدا ہوئے تھے اور پھر ان کی اولادوں نے اسی پر پرورش پائی، اس قسم کے لوگوں میں صحابہ کی ایک معمولی جماعت، اور تابعین وفضلاء کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ انھی میں وہ لوگ بھی تھے جوان کے ساتھ مل کر اہلِ عراق کے خلاف مصروفِ قتال ہوئے اور ”ناصبیت“ تک بھی جا پہنچے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے خواہش پرستی سے پناہ مانگتے ہیں۔ اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لشکر اور آپ کی رعایا میں بھی— خوارج کے سوا— آپ کی محبت، آپ کا ساتھ دینے اور آپ کے مخالفین سے نفرت اور بیزاری کا اظہار کرنے کے نظریے پر بھی ایک بڑی تعداد میں لوگ موجود تھے۔ انھی میں سے جنھوں نے غلو کیا وہ ”تشیّع“ تک جا پہنچے۔

اب خدا لگتی کہیے کہ اس شخص کا کیا قصور ہے جو ایسے خطے میں پیدا ہوا جہاں اسے صرف وہی لوگ نظر آئے جو یا تو محبّت میں غالی تھے یا نفرت میں حد سے بڑھے ہوئے؟ اب ایسے شخص کو انصاف واعتدال کی نظر کہاں سے ملتی؟ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اس بات پر کہ اس نے ہمیں اس زمانے میں پیدا کیا جب حق بذات خود واضح ہے۔ دونوں جماعتوں کا موقف اور اس کی مضبوطی سامنے آ چکی ہے، اور ہم دونوں گروہوں کی دلیل کی بنیاد سے آگاہ ہوکر غور وفکر کرتے ہیں، پس ہم دونوں کو معذور جانتے ہیں، دونوں کے درجات کی بلندی کی دعا کرتے ہیں، دونوں سے غلو اور افراط تفریط کے بغیر محبت کرتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے مخالفین کے لیے ہم دعائے رحمت کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ آپ کے مخالفین کے پاس یا تو ایسی اجتہادی تاویل تھی جو کسی نہ کسی درجے میں بہر حال قابلِ قبول تھی یا پھر ان میں کچھ لوگوں سے ایسی ہی خطا ہوئی جس کی مغفرت ان شاء اللہ ہو جائے گی۔ اور ہم وہی کہتے ہیں جو ہمیں اللہ تعالیٰ نے سکھایا: **ربّنا اغفر لنا ولإخواننا الـذيـن سبـقـونـا بالإيمان، ولا تجعل في قلوبنا غلًّا للّذين آمنوا** ۔(اے ہمارے رب ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ایمان کے ساتھ ہم سے پہلے چلے گئے، اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لیے کوئی چھپی ہوئی ناراضی نہ رکھ [سورۃ الحشر: آیت 10])۔ اسی طرح ہم ان لوگوں کے لیے بھی اللہ کی رضا کی دعا کرتے ہیں جو دونوں جماعتوں سے علیحدہ ہو گئے، جیسا کہ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عبداللہ بن عمر، حضرت محمد بن مسلمہ اور حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہم اجمعین۔

مگر ہم خوارج سے اپنے آپ کو علیحدہ سمجھتے اور ان سے اعلانِ برأت کرتے ہیں، جنھوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے محاربہ کیا، دونوں جماعتوں کو کافر ٹھہرایا اور دین سے نکل گئے۔ پس یہ خوارج آگ کے کتے ہیں جن کا دین سے کچھ تعلق نہیں۔ گو ہم ان کے ہمیشہ ہمیشہ کے جہنمی ہونے کو بھی بالیقین نہیں کہتے جیسا کہ ہمیں اس بات کا بت پرستوں اور

صلیب پوجنے والوں کے لیے یقین ہے۔(۷)

★ عمرو بن مرّہ امام شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام مسروق رحمہ اللہ سے جب کبھی پوچھا جاتا تھا: کہ آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ (سے اتنی محبّت کے باوجود) ان کی جنگوں میں ان کا ساتھ کیوں نہ دیا؟ تو وہ فرماتے: تمھاری کیا رائے ہے کہ اگر تم لوگ آپس میں جنگ کرنے کے لیے صفیں باندھے کھڑے ہو اور اسی اثنا میں ایک فرشتہ نازل ہو کر تم سے یہ کہے: ''ولاتقتلوا أنفسکم، إنّ اللہ کان بکم رحیما'' [آپس میں جنگ کر کے] اپنے آپ کو قتل مت کرو، اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائیں گے[سورۃ النساء: آیت 22]) تو کیا اس فرشتے کی بات سن کر تم لوگ جنگ سے رک جاؤ گے؟ لوگ کہتے کہ جی ہاں۔ امام مسروق رحمہ اللہ فرماتے: اللہ کی قسم ایک معزز فرشتہ یہی آیت لے کر تمھارے نبی علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہو چکا ہے، اور یہ آیت محکم ہے اس میں سے کچھ منسوخ نہیں ہوا۔(۸)

★ ابوعقیل بشیر بن عقبہ کہتے ہیں میں نے یزید بن شخیر سے کہا: جس وقت لوگوں نے جنگ کی اس وقت حضرت امام مطرّف رحمہ اللہ (کبار تابعین میں سے ایک) نے کیا کِیا؟ یزید نے کہا: وہ اپنے گھر کے سب سے اندر والے کمرے میں بیٹھے رہے، اور فتنے کے ایام میں جمعہ جماعت بھی ترک کر دی یہاں تک کہ معاملات واضح ہو گئے۔(۹)

★ امام ایوب سختیانی فرماتے ہیں حضرت مطرّف رحمہ اللہ نے فرمایا: اگر میں اعتماد اور بھروسے کے ساتھ اپنے گھر میں بیٹھا رہوں تو یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس بات سے کہ مجھے دھوکے میں آ کر جہاد کا ثواب ڈھونڈتا پھروں۔(۱۰)

★ حمید بن ہلال کہتے ہیں کہ حروریہ (خوارج) حضرت مطرّف بن عبداللہ بن الشخیر رحمہ اللہ کے پاس آئے اور انھیں اپنی رائے اختیار کرنے کی دعوت دی تو حضرت نے فرمایا: صاحبو! اگر میری دو جانیں ہوتیں تو میں ایک سے تمھاری بیعت کر لیتا اور ایک بچا لیتا۔ اگر جو تم کہتے ہو وہی ہدایت نکلتی تو دوسری جان بھی اس کے پیچھے چلی آتی، اور اگر تمھاری بات آگے چل کر گمراہی ثابت ہوتی تو چلو میری ایک جان ہلاک ہوتی اور ایک میرے پاس بچ جاتی۔ مگر اب میری ایک ہی جان ہے میں اس کو جوئے پر نہیں لگانا چاہتا۔(۱۱)

﴿حواشی﴾

(۱) سیر اعلام النبلاء: ج:۱،ص:۱۲۰۔ (۲) سیر اعلام النبلاء: ج:۱،ص:۴۸۹۔ (۳) سیر اعلام النبلاء، ج:۲،ص:۳۳۵۔ (۴) ایضاً۔ (۵) سیر اعلام النبلاء، ج:۳،ص:۲۳۷۔ (۶) سیر اعلام النبلاء، ج:۳،ص:۲۳۹۔ (۷) سیر اعلام النبلاء، ج:۳،ص: ۱۲۸۔ امام ذہبی کا یہ کلام سنہری لفظوں سے لکھنے کے قابل ہے اور اس میں ہر دور کے مسلمانوں کے مابین واقع ہونے والے اختلافات میں صحیح طرزِ عمل اختیار کرنے کے لیے واضح اور درست رہنمائی موجود ہے۔ (۸) سیر اعلام النبلاء، ج:۴،ص: ۶۸۔ (۹) سیر اعلام النبلاء، ج:۴،ص:۱۹۱۔ (۱۰) ایضاً۔ (۱۱) سیر اعلام النبلاء، ج:۴،ص:۱۹۵۔

☆......☆......☆